[1999] سپریم کورٹ رپوٹس 3.S.C.R

از عدالت عظمی

بھاسکر @ پراباسکر اور دیگران

بنام

ریاست کو انسپکٹر آف پولیس ویلور کے ذریعہ پیش کیا گیا۔

تالوک پولیس اسٹیشن ویلور

22 ستمبر 1999

[کے ٹی تھامس اور ایم بی شاہ، جسٹسز]

ضابطہ فوجداری، 1973 – دفعات 326 (جیسا کہ 1978 کے ایکٹ 45 کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے) – نامزد ٹاڈا عدالت کے ذریعے جرائم کا مقدمہ – ٹاڈا ایکٹ کی میعاد ختم ہونے پر نامزد عدالت کا خاتمہ – جزوی سماعت والے مقدمات کو باقاعدہ عدالتوں میں منتقل کرنا – جانشین جج کا پہلے سے ریکارڈ کیے گئے شواہد پر عمل کرنے کا اختیار – ڈی نوو ٹرائل کا مطالبہ – مسترد – کی جواز – منعقد، ٹرائل کورٹ ٹاڈا عدالت کے ذریعے ریکارڈ کیے گئے شواہد پر کارروائی کرسکتی ہے – ملزم کیس کے نوو ٹرائل کا حقدار نہیں ہے – دہشت گردی اور خلل ڈالنے والی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ، 1987 – دفعات 3 اور 5 – تعزیراتی ضابطہ، 1860 – دفعات 120 – بی – تمل ناڈو سرکاری جائیداد (نقصان اور نقصان کی روک تھام) ایکٹ، 1992 – دفعات 4 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات۔

دہشت گردی اور تخریبی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ، 1987 – سیکشن 18۔

الفاظ اور جملے:

"ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 326 کے تناظر میں ایک اور جج کے معنی اور دائرہ کار سے کامیاب ہوا۔

اپیل کنندہ پر دہشت گردی اور تخریبی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ، 1987 کے تحت تشکیل دی گئی ایک نامزد عدالت کے ذریعے آئی پی سی کی دفعات 120 – بی کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 302 اور تمل ناڈو سرکاری جائیداد (نقصان اور نقصان کی روک تھام) ایکٹ، 1992 کی دفعات 4 کے علاوہ ٹاڈا ایکٹ کی دفعات 3 اور 5 کے تحت جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا۔ مقدمے کی سماعت کے دوران، ٹاڈا ایکٹ کی میعاد ختم ہوگئی اور ٹاڈا عدالتوں کو ختم کر دیا گیا۔ نتیجتا، جزوی سماعت والے مقدمات کو بقیہ جرائم کی سماعت کے لیے باقاعدہ عدالت میں منتقل کر دیا گیا۔ فوری معاملے میں، سیشن عدالت نے مقدمے کو اس مرحلے سے آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا جس پر نامزد عدالت نے مقدمے میں پہلے سے درج شواہد پر عمل کرتے ہوئے مقدمہ چھوڑ دیا تھا۔ اپیل کنندہ کے نئے مقدمے کی سماعت کے مطالبے کو مسترد کر دیا گیا۔ اپیل پر، عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ ٹرائل کورٹ فوجداری ضابطہ اخلاق کی دفعہ 326 کے پیش نظر ڈی نوو

ٹرائل کرنے کی پابند نہیں ہے۔لہذا اپیل کومسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد.1.1:اپیل کنندہ ملزم مقدمے کی نئی سماعت کا حقدار نہیں ہے اور ٹرائل کورٹ نامزد عدالت کے ذریعے پہلے سے درج کردہ شواہد پر کارروائی کر سکتی ہے۔[118–ب]

1.2۔ضابطہ اخلاق کی دفعہ 326 جانشین جج یا مجسٹریٹ کو اپنے پیشروؤں کے ذریعے مقدمے میں پہلے سے درج کیے گئے شواہد پر عمل کرنے کا اختیار دیتی ہے۔کوڈ کے دفعہ 326 کے اطلاق کے لیے تین مفروضوں کو ایک ساتھ جوڑنا ضروری ہے۔پہلا یہ ہے کہ جج کو مقدمے میں ثبوت جزوی یا مکمل طور پر ریکارڈ کرنا چاہیے تھا۔اگلا یہ ہے کہ مذکورہ جج کو اس معاملے میں دائرہ اختیار کا استعمال کرنا بند کر دینا چاہیے تھا، اور تیسرا یہ ہے کہ کسی اور جج کو اس کی جگہ لینا چاہیے تھا اور اس طرح کے جانشین جج کو متعلقہ جرائم کی سماعت کا دائرہ اختیار ہونا چاہیے۔فوری کیس میں، نامزد عدالت کا جج، ایک سیشن جج جس نے جزوی طور پر کیس میں ثبوت ریکارڈ کیے تھے، اس عدالت کے خاتمے کی وجہ سے دائرہ اختیار سے محروم ہو گیا۔سیشن جج جس کے پاس مقدمہ ملزم جرائم کی سماعت کے لیے منتقل کیا جاتا ہے اسے جانشین جج سمجھا جانا چاہیے جو پہلے سے ریکارڈ کیے گئے شواہد پر عمل کر سکتا ہے اور معاملے کو آگے بڑھا سکتا ہے۔[G–120؛H؛A–121؛ G–122]

2۔ملزم کے لیے کوئی جانبداری پیدا نہیں کیا جائے گا اگر پہلے سے ریکارڈ پر موجود ثبوت کو مقدمے میں ثبوت کے طور پر مانا جائے کیونکہ وہ ضابطہ اخلاق کی فقرہ 326 کی ذیلی فقرہ (1) کے التزام میں تصور کردہ اختیارات کا استعمال کر سکتا ہے۔اگر جانشین جج کی رائے ہے کہ کسی بھی گواہ کا مزید معائنہ، جس کا ثبوت پہلے ہی ریکارڈ کیا جا چکا ہے، انصاف کے مفاد میں ضروری ہے، تو جج ایسے گواہ کو یا تو مزید جانچ یا مزید جرح اور دوبارہ جانچ کے لیے دوبارہ طلب کرے گا۔اس کے برعکس تشریح پورے عمل کی ناگوار تکرار کا باعث بنے گی جس میں سرکاری خزانے کو کافی لاگت آئے گی، ملزم پر مالی دباؤ پڑے گا اور عدالتوں کا وقت ضائع ہوگا۔ان سب سے بڑھ کر، یہ گواہوں کو بے شمار تکلیف پہنچائے گا جو اس معاملے میں بے گناہ فریق ہیں، وہ گواہ جنہیں ایک بار عدالت میں طلب کیا گیا تھا اور جنہوں نے تکلیف اٹھائی ہے انہیں دوبارہ طلب کرنے سے بچایا جانا چاہیے جب تک کہ انصاف کے مقاصد کو پورا کرنا بالکل ضروری نہ ہو۔[123–ای؛ 123–ڈی]

3۔مجموع ضابطہ کی دفعہ 326 کو پڑھنے سے قانون سازی کا ارادہ واضح ہے کہ "دوسرے جج کے بعد آنے والے" الفاظ کو وسیع وسعت ملنی چاہیے۔یہ مذکورہ مقصد کے لیے ہے کہ ذیلی دفعہ (2) کو ایک جج سے دوسرے جج کو منتقل کیے گئے مقدمات کو بھی دفعہ کے دائرہ کار میں لانا شامل کیا گیا ہے۔ذیلی دفعہ (1) میں "اس طرح کے دائرہ اختیار" کے الفاظ کا مقصد دفعات کے دائرہ کار کو ان ججوں تک محدود کرنا نہیں ہے جو بالکل اسی دائرہ اختیار کا استعمال کر سکتے تھے جو ان کے پیشرو جج نے کیا تھا۔یہ کافی ہے کہ جانشین جج کے پاس ملزم کے خلاف ثابت کیے جانے والے جرائم کی سماعت کا دائرہ اختیار رہے۔ابتدائی طور پر اس دفعہ کا اطلاق صرف عدالت مجسٹریٹ کے سامنے کے مقدمات پر ہوتا تھا۔اس کے بعد لاء کمیشن کی سفارش پر ایکٹ میں ترمیم کی گئی اور اس سیکشن کا اطلاق تمام ٹرائل کورٹس کے ججوں تک بھی بڑھا دیا گیا۔[G؛C؛B–121]

4۔ٹاڈا ایکٹ کی دفعہ 18، جو نامزد عدالت کو کیس کو باقاعدہ عدالتوں میں منتقل کرنے کے قابل بناتی ہے، فوری کیس میں لاگو نہیں ہوتی ہے۔مذکورہ شق کے تحت، جب نامزد عدالت یہ رائے بناتی ہے کہ کیس میں شامل کسی بھی جرم کی سماعت کرنے کا اس کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، تو اسے اس طرح کے جرم کی سماعت کے لیے کیس کو دائرہ اختیار رکھنے والی عدالت میں منتقل کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔تاہم، فوری معاملے میں، معاملہ ٹی اے ڈی اے کے تحت قائم کردہ نامزد عدالت کے خاتمے کی وجہ سے منتقل کیا گیا تھا۔ [A−119؛H؛C−118]

نرنجن سنگھ کرم سنگھ پنجابی بنام جتیندر بھیم راج بیجا، اے آئی آر (1990) ایس سی 1962، قابل اطلاق قرار دیا گیا۔

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار 1999: کی فوجداری اپیل نمبر 986۔

1999 کے فوجداری او پی نمبر 12482 میں مدراس عدالت عالیہ کے 2.8.99 کے فیصلے اور حکم سے۔

جواب دہندہ کے لیے ایس سیوا سبرامنیم، ایس تھونانجے اور ایم اے چنا سوامی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

یہ پہلے سے تیار شدہ طویل مقدمے کی سماعت کو موخر کرنے کی خصوصیت ہے۔لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ ملزم کے کہنے پر ہے جسے عام طور پر فوجداری مقدمے کی آزمائش کا سامنا کرنے میں اپنی اذیت کو طول دینے کی شکایت کرنی چاہیے تھی۔ایک سطح پر استغاثہ کی طرف سے تقریباً پچاس گواہوں سے پوچھ گچھ کی گئی ہے، لیکن جب مقدمے کی سماعت کے مقام میں تبدیلی ہوئی تو ملزم نے مطالبہ کیا کہ پوری مشق کو دوبارہ دہرایا جائے۔تاہم، جس عدالت میں انہوں نے اس طرح کے نئے مقدمے کی سماعت کے لیے درخواست دی تھی، اس نے ان کی درخواست کو مسترد کر دیا اور پیش رفت کی تجویز پیش کی جہاں سے سابقہ فورم مقدمے کی سماعت کے لیے پہنچا تھا۔اس کے بعد ملزم نے اس ہدایت کے لیے عدالت عالیہ سے رجوع کیا کہ مقدمے کی سماعت دوبارہ شروع کی جائے لیکن وہ عدالت عالیہ میں کامیاب نہیں ہو سکا کیونکہ سنگل جج نے مقدمے کی پیشرفت کو تبدیل کرنے سے انکار کر دیا۔یہ اپیل ملزم کے کہنے پر کی گئی ہے۔اپیل کنندہ کے ماہر وکیل کو سننے کے بعد ہم نے مدعا علیہ ریاست سے اپیل کنندہ کی طرف سے اٹھائی گئی بنیادوں کا جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔لہذا ہم اپیل کنندہ کے خلاف خوبیوں پر اس اپیل کو نمٹاتے ہیں۔

اپیل کنندہ کو مدراس (اب چنئی) میں ایک نامزد عدالت کے سامنے چیلنج کیا گیا تھا جو دہشت گردی اور تخریبی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ 1987 (مختصر طور پر ٹاڈا) کے تحت تشکیل دی گئی تھی۔نامزد عدالت کے جج نے اس کے خلاف ٹی اے ڈی اے کی دفعات 3 اور 5 کے علاوہ آئی پی سی کی دفعات 120 بی اور تمل ناڈو سرکاری جائیداد (نقصان اور نقصان کی روک تھام) ایکٹ، 1992 کی

دفعات 4 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 302 کے تحت جرائم کا الزام عائد کیا۔ مقدمے کی پیش رفت کے دوران اپیل کنندہ کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا اور وہ مذکورہ ضمانت کے حکم کی طاقت پر مفرور رہے۔

جب ٹاڈا کی مدت وقت کے ساتھ ختم ہو گئی تو ایسا لگتا ہے کہ سرکاری وکیل نے ٹاڈا کے تحت جرائم کو موجودہ استغاثہ سے واپس لے لیا ہے۔ اس سے زیادہ، ریاست تامل ناڈو میں ٹی اے ڈی اے کے تحت نامزد عدالتوں کو مذکورہ مدت کی میعاد ختم ہونے کے بعد بند کر دیا گیا تھا، حالانکہ ایسی عدالتیں اب بھی ٹی اے ڈی اے کی دفعہ 1(4) کے مطابق کام کرتی رہ سکتی تھیں۔

اس دوران موجودہ کیس کو بقیہ جرائم کے مقدمے کی سماعت کے لیے 31.12.1996 کے حکم کے مطابق ایڈیشنل سیشن جج، ویلور (تمل ناڈو) کی عدالت میں منتقل کر دیا گیا۔ اس کے بعد مذکورہ سیشن عدالت نے اس مرحلے سے مقدمے کی سماعت کے ساتھ آگے بڑھنے کی تجویز پیش کی جس پر نامزد عدالت نے نامزد عدالت کے سامنے پہلے سے درج کردہ شواہد کو مقدمے میں باضابطہ طور پر ریکارڈ شدہ ثبوت کے طور پر رکھ کر کام کرنا بند کر دیا تھا۔ اپیل کنندہ نے مذکورہ کورس پر اعتراض کیا اور ڈی نو وو ٹرائل کا مطالبہ کیا۔ لیکن فاضل سیشن جج نے 30.7.1998 پر اس کے ذریعے سنائے گئے معقول حکم کے مطابق اپیل کنندہ کے ذریعے اٹھائے گئے اعتراضات کو مسترد کر دیا۔ اپیل کنندہ مجموعہ ضابطہ فوجداری (مختصر طور پر کوڈ) کی دفعہ 482 کے تحت عدالت عالیہ سے رجوع کر کے اپنے اعتراض پر قائم رہا جو متنازعہ حکم میں ختم ہوا۔

عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج نے پایا کہ ٹرائل کورٹ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 326 کے پیش نظر ڈی نو وو ٹرائل کرنے کی پابند نہیں ہے۔ اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ ٹی اے ڈی اے کے تحت مقدمہ خاص طور پر سیشن عدالت میں شواہد کی قبولیت کے تنگ دائرہ کار کے پیش نظر سیشن عدالت میں مقدمے سے مادی طور پر مختلف ہے۔ انہوں نے مزید دعوی کیا کہ ٹی اے ڈی اے کے تحت ڈی نو وو ٹرائل کا کوئی التزام نہیں ہے اور اس لیے مقدمے میں تسلسل حاصل کرنے کے مقصد سے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 326 کا سہارا لینا جائز نہیں ہے۔

اپیل کنندہ نے اپنی دلیل کو تقویت دینے کے لیے نرنجن سنگھ کرم سنگھ پنجاب بنام جتیندر بھیم راج بیجا، اے آئی آر (1990) ایس سی 1962 میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا۔ جب ایک نامزد عدالت نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ اس معاملے میں شامل جرائم اس کے ذریعے قابل سماعت نہیں تھے، تو یہ فیصلہ دیا گیا کہ اس وقت کھلا راستہ یہ تھا کہ کیس کو ٹی اے ڈی اے کے دفعہ 18 میں فراہم کردہ کوڈ کے تحت دائرہ اختیار رکھنے والی عدالت میں مقدمے کی سماعت کے لیے منتقل کیا جائے۔ عدالت عالیہ کے سیکھے ہوئے واحد جج کو مذکورہ دلیل کو اس بنیاد پر قبول کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا کہ اب شامل سوال ٹاڈا کی دفعہ 18 کے تحت نہیں آئے گا۔

موجودہ معاملے میں جو حیثیت پیدا ہوئی وہ ٹی اے ڈی اے کے تحت قائم کردہ نامزد عدالت کے خاتمے کی وجہ سے تھی۔ اس ایکٹ کے تحت بیان کردہ کسی بھی جرم کی سماعت کوئی دوسری عدالت نہیں کر سکتی۔ ٹی اے ڈی اے کا دفعہ 18 صرف اس محدود مقصد کے لیے ہے کہ ایک نامزد عدالت کو مقدمے کی سماعت کے لیے کسی دوسری عدالت میں منتقل کرنے کے قابل بنایا جائے جو کوڈ کے تحت دائرہ اختیار رکھتی ہے تاکہ کسی خاص صورتحال میں مقدمے کی سماعت کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔ ٹی اے ڈی اے کی دفعہ 18 ذیل میں نکالی گئی ہے :

"18 - مقدمات کو باقاعدہ عدالتوں میں منتقل کرنے کا اختیار ۔ جہاں، کسی جرم کا نوٹس لینے کے بعد، کسی نامزد عدالت کی رائے ہے کہ اس کے ذریعے جرم کی سماعت قابل سماعت نہیں ہے، اس کے باوجود کہ اس طرح کے جرم کی سماعت کرنے کا اس کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، وہ اس طرح کے جرم کی سماعت کے لیے کیس کو کوڈ کے تحت دائرہ اختیار رکھنے والی کسی بھی عدالت میں منتقل کرے گی اور وہ عدالت جس میں کیس منتقل کیا گیا ہے وہ جرم کی سماعت کے ساتھ آگے بڑھ سکتی ہے گویا اس نے جرم کا نوٹس لیا ہو۔

مذکورہ شق سے یہ واضح ہے کہ جب نامزد عدالت یہ رائے دیتی ہے کہ کیس میں شامل کسی بھی جرم کی سماعت کرنے کا اس کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے تو وہ مقدمہ ضابطہ اخلاق کے تحت دائرہ اختیار رکھنے والی عدالت میں منتقل کیا جائے گا حالانکہ نامزد عدالت نے پہلے ہی جرائم کا نوٹس لے لیا تھا۔ دفعہ 18 سے یہ نوٹ کرنا مناسب ہے کہ ایک بار جب معاملہ اس طرح منتقل ہو جاتا ہے تو منتقلی عدالت کو مقدمے کی سماعت جاری رکھنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے "گویا اس نے جرم کا نوٹس لے لیا ہو" ۔ دوسرے لفظوں میں، منتقلی عدالت اس مرحلے سے شروع ہو سکتی ہے جس تک نامزد عدالت آگے بڑھی۔

اس کے باوجود موجودہ معاملے میں ٹی اے ڈی اے کی دفعہ 18 پیدا نہیں ہو گی کیونکہ مقدمے کی پیش رفت کے دوران نامزد عدالت کا وجود ہی ختم ہو گیا ہے۔ درحقیقت، اپیل کنندہ کم از کم ٹی اے ڈی اے کے تحت جرائم کے چنگل سے نکلنے کے لیے راحت کی سانس لے سکتا ہے کیونکہ اس طرح کے جرائم کی سماعت کے لیے ریاست تامل ناڈو میں ٹی اے ڈی اے کے تحت نامزد عدالتیں غائب ہو جاتی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عام طور پر آئی پی سی وغیرہ کی دفعات 302 اور 120 بی کے تحت جرائم کی سماعت کورٹ آف سیشنز کے ذریعے کی جاتی ہے۔ ٹی اے ڈی اے کے تحت قائم ایک نامزد عدالت اس طرح کے جرائم کی سماعت صرف ٹی اے ڈی اے کے تحت جرائم کے ساتھ ان جرائم کے لیے اپیل کنندہ کے خلاف بنائے گئے الزام کی بنیاد پر کر سکتی ہے۔ ٹی اے ڈی اے کی دفعہ 12 کے تحت، تمام نامزد عدالتیں ٹی اے ڈی اے کے تحت کسی بھی جرم کی سماعت کرتے ہوئے کسی بھی دوسرے جرم کی بھی سماعت کر سکتی ہیں، اگر اس طرح کا دوسرا جرم بھی ٹی اے ڈی اے کے تحت جرم کے ساتھ اسی معاملے میں قابل سماعت ہے۔ لیکن سیشن عدالت دیگر غیر ٹاڈا جرائم کے ساتھ مل کر بھی ٹاڈا کے تحت کسی جرم کی سماعت نہیں کر سکتی۔ ٹی اے ڈی اے کی دفعہ 12 (1) اس طرح پڑھتی ہے :

" کسی بھی جرم کی سماعت کرتے وقت، ایک نامزد عدالت کسی بھی دوسرے جرم کی بھی سماعت کر سکتی ہے جس کے ساتھ ملزم پر، ضابطہ اخلاق کے تحت، اسی مقدمے میں فرد جرم عائد کی جا سکتی ہے اگر جرم اس طرح کے دوسرے جرم سے منسلک ہے۔

لہذا ایک نامزد عدالت کے عدم وجود یا اس کے وجود کے خاتمے کا نتیجہ یہ ہے کہ ٹی اے ڈی اے کے تحت کسی بھی ملزم کے خلاف مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا۔ لیکن ٹاڈا کے تحت نہ آنے والے جرائم کا کیا ہو گا، جس کی سماعت باقاعدہ سیشن عدالت میں کی جا سکتی ہے؟ جواب آسان ہے کہ اس کے بعد مقدمے کی سماعت باقاعدہ عدالت میں ہونی چاہیے۔

یہ مندرجہ بالا تناظر میں ہے کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 326 کو پڑھنا ہو گا۔ اس حصے کو ذیل میں نکالا گیا ہے :

".326 جزوی طور پر ایک مجسٹریٹ اور جزوی طور پر دوسرے مجسٹریٹ کے ذریعے درج کیے گئے شواہد پر اثباتِ جُرم یا وابستگی۔—
(1) جب بھی کوئی جج یا مجسٹریٹ کسی تفتیش یا مقدمے میں ثبوت کے پورے یا کسی حصے کو سننے اور ریکارڈ کرنے کے بعد، اس میں دائرہ اختیار کا استعمال کرنا بند کر دیتا ہے اور اس کے بعد کوئی دوسرا جج یا مجسٹریٹ ہوتا ہے جس کے پاس ایسا دائرہ اختیار ہوتا ہے اور جو اس طرح کے دائرہ اختیار کو استعمال کرتا ہے، تو جج یا مجسٹریٹ اس طرح کے جانشین اپنے پیشرو کے ذریعے اس طرح ریکارڈ کیے گئے، یا جزوی طور پر اپنے پیشرو کے ذریعے ریکارڈ کیے گئے اور جزوی طور پر خود درج کیے گئے ثبوت پر عمل کر سکتا ہے :

بشرطیکہ اگر جانشین جج یا مجسٹریٹ کی رائے ہے کہ انصاف کے مفاد میں کسی ایسے گواہ کی مزید جانچ ضروری ہے جس کا ثبوت پہلے ہی درج کیا جا چکا ہو، تو وہ ایسے کسی گواہ کو دوبارہ طلب کر سکتا ہے، اور اس طرح کے مزید جانچ کے بعد، جرح اور دوبارہ جانچ، اگر کوئی ہو، جو وہ اجازت دے، گواہ کو خارج کر دیا جائے گا۔

(2). جب اس ضابطے توضیعات کے تحت کسی مقدمے کو ایک جج سے یا ایک مجسٹریٹ سے دوسرے مجسٹریٹ کو منتقل کیا جاتا ہے، تو یہ سمجھا جائے گا کہ سابقہ اس میں دائرہ اختیار کا استعمال کرنا بند کر دے گا، اور ذیلی دفعہ (1) کے معنی میں مؤخر الذکر اس کا جانشین ہوگا۔

(3) اس دفعہ میں کچھ بھی خلاصہ ٹرائلز یا ان مقدمات پر لاگو نہیں ہوتا ہے جن میں دفعہ 322 کے تحت کارروائی روک دی گئی ہے یا جن میں دفعہ 325 کے تحت اعلیٰ مجسٹریٹ کو کارروائی پیش کی گئی ہے۔

یہ دفعہ، جیسا کہ یہ اصل میں باقی رہا، صرف مجسٹریٹ کی عدالتوں کے سامنے مقدمات پر لاگو ہوتا تھا۔ 1978 کے ایکٹ 45 کے ذریعے الفاظ جج یا بھی لفظ مجسٹریٹ سے بالکل پہلے داخل کیے گئے تھے۔ لہذا 1978 کے بعد سے اس سیکشن کا اطلاق تمام ٹرائل کورٹس تک بڑھا دیا گیا۔ پہلے کا موقف یہ تھا کہ ایک جج یا مجسٹریٹ جو صرف ثبوت سنتا ہے وہ کیس کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ بعد میں کسی بھی جانشین مجسٹریٹ کو اسی معاملے میں اس کے پیشرو مجسٹریٹ کے ریکارڈ کردہ شواہد پر عمل کرنے کا حق انتخاب دیا گیا۔ اب یہ حق انتخاب تمام ٹرائل کورٹس کے ججوں تک بھی بڑھا دیا گیا ہے۔

مجموعہ ضابطہ کی دفعہ 326 کے اطلاق کے لیے تین مفروضوں کو ایک ساتھ جوڑنا ضروری ہے۔ پہلا یہ ہے کہ جج کو مقدمے میں ثبوت جزوی یا مکمل طور پر ریکارڈ کرنا چاہیے تھا۔ اگلا یہ ہے کہ مذکورہ جج کو اس معاملے میں دائرہ اختیار کا استعمال کرنا بند کر دینا چاہیے تھا، اور تیسرا یہ ہے کہ کسی اور جج کو اس کی جگہ لینا چاہیے تھا اور اس طرح کے جانشین جج کو متعلقہ جرائم کی سماعت کا دائرہ اختیار ہونا چاہیے۔ اگر مذکورہ بالا شرائط مکمل ہو جاتی ہیں تو جانشین جج کو مقدمے میں پہلے سے درج شواہد پر عمل کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

اس حصے کو پڑھنے سے قانون سازی کا ارادہ واضح ہے کہ "دوسرے جج کے بعد آنے والے" الفاظ کو وسیع وسعت ملنی چاہیے۔ یہ مذکورہ مقصد کے لیے ہے کہ ذیلی دفعہ (2) کو ایک جج سے دوسرے جج کو منتقل کیے گئے مقدمات کو بھی دفعہ کے دائرہ کار میں لانا شامل کیا گیا ہے۔ ذیلی دفعہ (1) میں اس طرح کے دائرہ اختیار کے الفاظ ججوں کے لیے دفعات کے دائرہ کار کو تنگ کرنے کے لیے نہیں ہیں جو

بالکل اسی دائرہ اختیار کا استعمال کر سکتے تھے جو ان کے پیشرو جج نے کیا تھا۔ یہ کافی ہے کہ جانشین جج کے پاس ملزم کے خلاف ثابت کیے جانے والے جرائم کی سماعت کا دائرہ اختیار رہے۔

قدیم تصور یہ تھا کہ وہی عدالتی شخصیت جس نے شواہد کو سنا اور ریکارڈ کیا اسے مقدمے کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ یہ تصور ایک طویل عرصے سے رائج تھا۔لیکن برسوں کے دوران عملی طور پر یہ بات سامنے آئی کہ مجرمانہ انصاف کے انتظام کو فروغ دینے کے بجائے مذکورہ تصور کی فوسلائزیشن اس کے برعکس کر رہی تھی۔ کبھی کبھار ایک عدالت کے عدالتی افسر کو تبدیل کر دیا جاتا تھا اور اس کی جگہ دوسری عدالت لے لی جاتی تھی۔ چونکہ پرانے نظام کے تحت نئے افسر کے ذریعے شواہد کو نئے سرے سے ریکارڈ کیا جانا تھا، اس لیے جن گواہوں سے پہلے ہی کافی دباؤ اور اخراجات کی قیمت پر مقدمات میں پوچھ گچھ کی گئی تھی، نہ صرف انہیں بلکہ سرکاری خزانے کو بھی دوبارہ طلب کیا گیا اور ان سے دوبارہ تفتیش کی گئی۔ اس طرح فریقین پر عائد قانونی چارہ جوئی کی لاگت بڑھ جاتی تھی۔ اگر اس طرح کی اگلی عدالتی شخصیت کو بھی تبدیل کیا گیا تو اس عمل کو دوبارہ دہرانا پڑے گا۔ آخر کار یہ معلوم ہوا کہ اس طرح کی تکرار کے ذریعے حاصل کیا جانے والا مقصد، جب بہت زیادہ لاگت اور پریشانی کے مقابلے میں، زیادہ مفید نہیں تھا۔ لہذا مقننہ مذکورہ بالا قدیم طرز عمل کو بند کرنا چاہتی تھی اور جانشین عدالتی افسر کو حق انتخاب دینے کا فیصلہ کیا۔ مقننہ نے اس طرح کا حق انتخاب پہلی بار میں صرف مجسٹریٹ کو دیا اور ساتھ ہی ساتھ انہیں یہ حق انتخاب بھی دیا کہ اگر وہ انصاف کے مفاد کے لیے اس طرح کے عمل کو ضروری سمجھتے ہیں تو وہ پہلے سے زیر تفتیش گواہوں سے دوبارہ تفتیش کر سکتے ہیں۔ چونکہ نئے تجربے نے فوجداری انصاف کے مقصد کو فروغ دینے کے لیے مثبت نتائج دکھائے ہیں، اس لیے لاء کمیشن نے سفارش کی کہ اس طرح کے حق انتخاب کو دیگر تمام ٹرائل عدالتوں کے ججوں تک بھی بڑھایا جانا چاہیے۔

لاء کمیشن نے اپنی 41ویں رپورٹ میں اس طرح کی سفارش کی:

"یہ واضح طور پر مطلوب کہ سنگین معاملات میں پورے ثبوت کی سماعت جج کے ذریعے کی جانی چاہیے جو آخر کار کیس کا فیصلہ کرتا ہے۔ تاہم، صورت حال کے حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے، ایسے معاملات کے لیے کچھ التزام کرنا ضروری ہے جہاں اس طرح کی منتقلی ہوتی ہے، کیونکہ ڈی نوو ٹرائل کے لیے لازمی التزام اکثر کافی تکلیف اور مشکلات کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لیے ہم صرف مجسٹریٹ کے بجائے جج یا مجسٹریٹ کا حوالہ دے کر سیکشن کو سیشن عدالتوں کے ججوں تک بڑھانے کی تجویز کرتے ہیں۔

مذکورہ سفارش کو بعد میں حکومت نے قبول کرلیا اور آخر کار پارلیمنٹ نے 1978 کے ایکٹ 45 کی دفعہ 27 کے بذریعے اسے منظور کرلیا۔

اس تناظر میں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ صرف ایک سیشن جج کو ٹی اے ڈی اے کے تحت نامزد عدالت کا جج مقرر کیا جاسکتا ہے۔ یہ ٹی اے ڈی اے کے دفعہ 9(6) سے دیکھا جاسکتا ہے جو اس طرح پڑھتا ہے:

"کوئی شخص کسی نامزد عدالت کے جج یا ایڈیشنل جج کے طور پر تقرری کے لیے اہل نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اس طرح کی تقرری سے فورا پہلے کسی ریاست میں سیشن جج یا ایڈیشنل سیشن جج نہ ہو۔

اس کی تقرری حکومت صرف عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی رضامندی سے ہی کرسکتی ہے۔ٹی اے ڈی اے کا دفعہ 14 جو ذیلی دفعہ (3) میں مقرر کردہ نامزد عدالت کے طریقہ کار کے اختیارات سے متعلق ہے کہ" اس ایکٹ کی دیگر توضیعات تابع، ایک نامزد عدالت، کسی بھی جرم کے مقدمے کی سماعت کے مقصد کے لیے، کورٹ آف سیشن کے تمام اختیارات رکھتی ہے اور اس طرح کے جرم کی سماعت کرے گی جیسے کہ یہ کورٹ آف سیشن ہو جہاں تک کورٹ آف سیشن کے سامنے مقدمے کی سماعت کے لیے کوڈ میں مقرر کردہ طریقہ کار کے مطابق ہو۔"

اس طرح نامزد عدالت کا جج درحقیقت سیشن جج ہوتا ہے، اس کے اختیارات سیشن جج کے ہوتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ کار سیشن عدالت کے سامنے مقدمے کی سماعت کا ہوتا ہے۔ایسی صورت حال میں جب نامزد عدالت کے جج کا دائرہ اختیار اس عدالت کے خاتمے کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے، تو سیشن جج جس کے پاس مقدمہ (ٹاڈا کے تحت جرائم کو خارج کرنے کے بعد) الزامات کے مقدمے کی سماعت کے لیے منتقل کیا جاتا ہے، اسے جانشین جج سمجھا جانا چاہیے۔اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ایسا جانشین جج ٹی اے ڈی اے کے تحت جرائم کی سماعت نہیں کرسکتا یا یہ کہ نامزد عدالت کے سامنے مقدمے میں کچھ ایسے مواد کو ثبوت کے طور پر داخل کیا جاسکتا ہے جو باقاعدہ فوجداری عدالتوں کے سامنے مقدمے میں اس طرح کا اعتراف حاصل نہیں کرسکتے تھے۔

ایک متضاد تشریح پوری مشق کی غیر صحت مندانہ تکرار کا باعث بنے گی جس میں سرکاری خزانے پر بھاری لاگت، ملزمان پر مالی دباؤ اور عدالتوں کے وقت کا ضیاع شامل ہے۔ان سب سے بڑھ کر، اس سے ان گواہوں کو بے شمار تکلیفیں ہوں گی جو کیس میں بے قصور فریق ہیں۔عدالت اس حقیقت سے غافل رہنے کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ کوئی گواہ اپنی مرضی سے عدالت میں جانے کا خواہش مند نہیں ہے جب تک کہ اس کی باری گواہی کے لیے نہیں بلائی جاتی اور سخت سوالات کا سامنا کرنے کی اذیت سے گزرنا پڑتا ہے۔وہ ایسا کرتا ہے کیونکہ عدالت کی طرف سے طلب کیے جانے پر اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔زیادہ تر گواہ اپنے قیمتی وقت کے ضیاع کی قیمت پر تمام تر تکالیف برداشت کر کے ہی عدالتوں میں حاضر ہوسکتے ہیں۔جب کوئی گواہ پہلے بھی اسی کیس کے سلسلے میں ایک بار ایسی اذیت سے گزر چکا ہو تو اسے ایک بار پھر اسی کیس کے لیے اس اذیت سے دوچار ہونے سے بچانے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی جائے، بشرطیکہ اس طرح کی دوبارہ طلبی انصاف کی منزل کو پورا کرنے کے لیے بالکل ضروری نہ ہو۔

اس کے برعکس، ملزم کے لیے کوئی جانبداری پیدا نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ ضابطہ اخلاق کی فقرہ 326 کی ذیلی فقرہ (1) کے التزام میں تصور کردہ اختیارات کا استعمال کرسکتا ہے۔اگر جانشین جج کی رائے ہے کہ کسی بھی گواہ کا مزید معائنہ، جس کا ثبوت پہلے ہی ریکارڈ کیا جا چکا ہے، انصاف کے مفاد میں ضروری ہے، تو جج ایسے گواہ کو یا تو مزید جانچ یا مزید جرح اور دوبارہ جانچ کے لیے دوبارہ طلب کرے گا۔جب قانون کے ذریعہ اس طرح کے عمل کی اجازت دی جاتی ہے تو ملزم کے لیے کوئی ممکنہ شکایت نہیں ہوسکتی کہ اگر پہلے سے ریکارڈ میں موجود ثبوت کو مقدمے میں ثبوت کے طور پر مانا جائے تو اس سے جانبداری پیدا ہوگا۔

لہذا ہم ٹرائل کورٹ کے اس نتیجے سے اتفاق کرتے ہیں جس کی تصدیق عدالت عالیہ کے معروف سنگل جج نے کی ہے۔اس کے مطابق یہ اپیل مسترد کردی جاتی ہے۔

ایس۔وی۔کے

اپیل مسترد کردی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this document